فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۱)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

(سوال): کیا رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ لوگوں کی امانتیں واپس لوٹائیں؟

(جواب): جی ہاں، یہ ثابت ہے

❀ چند اصحاب رسول ﷺ بیان کرتے ہیں:

أَقَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَلَاثَ لَيَالٍ وَأَيَّامَهَا؛ حَتّٰى أَدّٰى عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَدَائِعَ الَّتِي كَانَتْ عِنْدَهٗ لِلنَّاسِ، حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْهَا لَحِقَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''(نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بعد) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (مکہ میں) تین دن تک رکے رہے، تاکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لوگوں تک ان کی امانتوں پہنچادیں۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ امانتوں کی ادائیگی سے فارغ ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ کے پاس (مدینہ) چلے گئے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي: 289/6، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے۔

(التلخيص الحبير: 214/3)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کا عبد اللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مرْحَبًا بِمَنْ عَاتَبَنِي فِيهِ رَبِّي (اس شخص کو خوش آمدید، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ڈانٹا) فرمانا ثابت ہے؟

جواب: بے سند روایت ہے۔

سوال: تکبیر تحریمہ کے وقت انگوٹھے کانوں کی لَو سے مس کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے وقت انگوٹھے کے ساتھ کانوں کی لَو کو مس کرنا (چھونا) بدعت ہے، نبی کریم ﷺ کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا ثقہ امام سے ثابت نہیں۔

۞ احناف کی معتبر کتب میں مندرج ہے:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ خِذَاءَ أَذُنَيْهِ وَيَمَسُّ طَرَفَ إِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ وَأَصَابِعُهُ فَوْقَ أُذُنَيْهِ .

''ہاتھ کانوں تک اٹھائے گا، انگوٹھے کانوں کی لَو کو چھوئیں گے اور انگلیاں کانوں کے اوپر تک جائیں گی۔'' (فتاویٰ قاضی خان: ۱/۴۱)

۞ دوسری کتاب میں ہے:

مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

''انگوٹھے کانوں کی لو چھوئیں گے۔''

(الدّر المختار : ٧٤/١)

۞ عید کی تکبیروں کے بارے میں علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

''ہاتھ اس طور اٹھائے گا کہ انگوٹھے کانوں کی لَو کو چھو رہے ہوں گے۔''

(فتاویٰ شامی:۱/ ۶۱۷)

۞ فقہ حنفی میں ہے:

مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

''انگوٹھوں سے کانوں کی لَو چھوئے گا۔''

(شرح الوِقاية : ١٤٣/١)

۞ مزید ملاحظہ فرمائیں:

ذَكَرَ صَاحِبُ هِدَايَةَ أَيْضًا فِي مُخْتَارَاتِ النَّوَازِلِ الْمَسَّ ، وَقَالَ الْقُهُسْتَانِيُّ فِي جَامِعِ الرُّمُوزِ : ذُكِرَ فِي النَّظْمِ أَنَّ مُحَاذَاةَ الِابْهَامِ الشَّحْمَةَ مَسْنُونَةٌ، وَفِي ظَاهِرِ الْأُصُولِ مُحَاذَاةٌ إِلَيْهِ الْأُذُنُ وَيُكْرَهُ التَّجَاوُزُ عَنْهَا وَالْمَسُّ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْمُتَدَاوِلَاتِ إِلَّا فِي فَتَاوٰى قَاضِي خَانْ وَالظَّهِيرِيَّةِ وَالْقَوْلُ بِأَنَّهُ لِتَحْقِيقِ الْمُحَاذَاتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''صاحب ہدایہ نے بھی ''مختارات النوازل'' میں ذکر کیا ہے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کو چھوئیں، کوہستانی نے ''جامع الرموز'' میں ''نظم'' کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انگوٹھوں کو کانوں کی لو کے برابر کرنا مسنون ہے، ''ظاہر الاصول'' میں لکھا ہے کہ کانوں کے برابر ہونے چاہیے، کانوں کی لو سے تجاوز کرنا مکروہ ہے، سوائے فتاوی قاضی خان اور ظہیریہ کے کسی متداول کتاب میں کانوں کی لو کو چھونے کا ذکر نہیں ہے اور یہ کہنا کہ کانوں کی لو کو چھونے سے انگوٹھوں کا کانوں سے برابر ہونا ثابت ہو جاتا ہے، فضول بات ہے۔''

(السّعاية في كَشف ما في شرح الوِقاية لعبد الحيّ اللكنوي الحنفي : ۱۵۲/۲)

❀ اس کے رد میں علامہ عبدالحیٔ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ لَيْسَ بِسُنَّةٍ مُّسْتَقِلَّةٍ فَإِنَّهٗ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ فِي رَوَايَةٍ .

''یہ مستقل سنت نہیں ہے، کیونکہ ہمارے مذہب میں اس پر دلیل نہیں۔''

(عُمدة الرّعاية : ۱۴۳/۱)

❀ مولانا عبدالشکور لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے فقہانے جو لکھا کہ انگوٹھے کو کانوں سے مل جانا چاہئے، چنانچہ ہم بھی اوپر لکھ چکے ہیں، وہ صرف اس خیال سے لکھا ہے کہ جس میں ہاتھوں کا کانوں کے برابر اٹھنا یقین ہو جائے، سنت سمجھ کر نہیں لکھا ہے، نہ اس کو سنت سمجھنا چاہئے، اس لئے کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہیں ہوتا، واللہ اعلم!۔''

(علم الفقہ، حصہ دوم، ص ۲۱۴۔۲۱۵)

ہمارا منصفانہ سوال ہے کہ سنت کی موجودگی میں رفع الیدین کے لئے نیا انداز کیوں؟

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ فِي الصَّلَاةِ إِلٰى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انگوٹھے کانوں کی لو تک اٹھاتے دیکھا۔''

(سنن أبي داوٗد : ۷۲٤، ۷۳۷، سنن النسائي : ۸۸۳)

سند ''ضعیف'' ہے، عبدالجبار بن وائل کا اپنے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُدْرِكْهُ بِاتِّفَاقِهِمْ .

''محدثین کا اتفاق ہے کہ عبد الجبار کا اپنے باپ سے سماع نہیں۔''

(خُلاصة الأحكام : ٤٢٢/١)

ثابت ہوا کہ رفع الیدین میں ہاتھوں کو کانوں کی لو سے مس کرنا ثابت نہیں۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَنْ تَبَيَّنَ لَهٗ مِنَ الْعِلْمِ مَا كَانَ خَافِيًا عَلَيْهِ فَاتَّبَعَهٗ فَقَدْ أَصَابَ وَاهْتَدٰى، زَادَهُ اللّٰهُ هُدًى .

''جس پر علم کا کوئی مخفی گوشہ ظاہر ہوا اور اس نے اسے اپنا لیا، وہ راہ ہدایت پہ ہے، اللہ اسے مزید ہدایت عطا کرے۔''

(التّنبيه على مُشكلات الهِداية : ٥٤٣/٢)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے انگوٹھے کانوں تک اٹھائے۔''

(سنن الدّارقُطني : ٣٤٥/١، المستدرك للحاكم : ٢٦٦/١، السّنن الكُبرٰى للبيهقي : ٩٩/٢)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① علاء بن اسماعیل عطار ''مجہول'' ہے، اسے حافظ ابن حجر (التلخیص : ٢٧١/١) نے ''مجہول'' کہا ہے، امام حاکم کا اس کی سند کو ''صحیح'' کہنا درست نہیں۔

② اس میں حفص بن غیاث کا عنعنہ ہے۔

③ امام ابو حاتم نے اسے ''منکر'' کہا ہے (العِلل : ١٨٨/١)

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ بھی ''ضعیف'' ہے، اس میں یزید بن ابی زیاد جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' و''مدلس'' ہے۔

سوال: کیا مرد اور عورت کے طریقۂ رکوع میں فرق ہے؟

جواب: مرد اور عورت کے طریقۂ رکوع میں کوئی فرق نہیں۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین عظام نے فرق بیان نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

''میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھو۔''

(صحيح البخاري :631)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عام ہے، ہر مرد و عورت کو شامل ہے، کسی صحیح مرفوع یا موقوف روایت میں بھی مرد و عورت کے طریقۂ رکوع میں فرق ثابت نہیں ہے۔ شریعت نے نماز کے بعض مسائل میں عورتوں کے لیے مخصوص احکام صادر کئے ہیں، مثلاً لباس، امام کو لقمہ دینے کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارنا، امامت کی صورت میں صف کے درمیان کھڑے ہونا، صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا وغیرہ وغیرہ، لیکن یہ صورتیں شرعی دلائل کی روشنی میں مستثنیٰ کی گئی ہیں، نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ان کا طریقۂ نماز سے کوئی تعلق نہیں۔

❁ حنفی مذہب کی معتبر ترین کتاب میں لکھا ہے:

إِنَّ كُلَّ حُكْمٍ ثَبَتَ لِلرِّجَالَ، ثَبَتَ لِلنِّسَاءِ، لِأَنَّهُنَّ شَقَائِقُ الرِّجَالِ إِلَّا مَا نُصَّ عَلَيْهِ .

''ہر ایک حکم، جو مردوں کے لیے ثابت ہو، وہی حکم عورتوں کے لیے بھی ثابت

ہوتا ہے، کیونکہ عورتیں مردوں کی نظائر ہیں، سوائے اس حکم کے، جس پر کوئی (خاص) نص وارد ہو جائے۔''

(البحر الرائق لابن النجيم الحنفي :43/1)

رکوع کا جو طریقہ مردوں کے لیے ثابت ہے، وہی طریقہ عورتوں کے لیے بھی ہوگا۔

سوال: کیا سوئے ہوئے شخص کو نماز کے لیے جگانا جائز ہے؟

جواب: بالکل جائز ہے۔

❀ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کو نماز کے لیے جگایا۔

(صحيح البخاري : 1127، صحيح مسلم : 775)

سوال: جعفر بن میمون ابو علی بصری راوی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: جعفر بن میمون ابو علی بصری کو امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام ابن عدی اور جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

سوال: نماز کے سجدہ میں کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟

جواب: سجدے کی بہت سی مسنون دعائیں ثابت ہیں، کوئی بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ اپنی طرف سے دعا کرنا جائز نہیں، سجدے میں صرف مسنون دعا ہی پڑھی جائے گی۔

سوال: سجدہ میں دونوں پاؤں کو ملانا چاہیے یا نہیں؟

جواب: سجدہ میں دونوں پاؤں کو ملانا چاہیے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

وَجَدْتُهُ سَاجِدًا رَاصًّا عَقِبَيْهِ مُسْتَقْبِلًا بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ .

''میں نے نبی ﷺ کو حالت سجدہ میں پایا، آپ ﷺ نے دونوں ایڑھیوں کو

ملایا ہوا تھا اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کیا ہوا تھا۔"

(صحيح ابن خزيمة : 654، صحيح ابن حبان : 1933، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ نے "صحیح" اور امام حاکم رحمہ اللہ (۸۳۲) نے بخاری ومسلم کی شرط پر "صحیح" قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

تنبیہ:

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ بَسَطَ ظَهْرَهٗ وَإِذَا سَجَدَ وَجَّهَ أَصَابِعَهٗ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَتَفَاجَّ .

"نبی ﷺ جب رکوع کرتے، تو کمر کو پھیلا لیتے اور جب سجدہ کرتے، تو انگلیوں کو رو بہ قبلہ کرتے اور دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ کرتے۔"

(مسند السّراج : 352، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 2697)

تبصرہ:

❀ سند ضعیف ہے۔

① ابو اسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

② زکریا بن ابی زائدہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ علی بن یزید صدائی "ضعیف" ہے۔

ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (الدرایۃ: ۱/۱۴۱) کا اس حدیث کی سند کو "صحیح" کہنا درست نہیں۔

(سوال): فرض نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کے متعلق روایات کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر انفرادی یا اجتماعی دعا کرنا جائز ہے، کیونکہ دعا کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، مگر کسی وقت کو دعا کے لیے خاص کرنا دلیل شرعی کا محتاج ہے۔ جن اوقات یا مواقع میں دعا کرنا ثابت نہیں، وہاں دعا کو مشروع و مسنون سمجھنا یا دعا کا التزام کرنا اسے بدعت بنا دیتا ہے۔ جن اہل علم نے فرض نماز کے بعد دعا کو بدعت قرار دیا ہے، وہ اسی معنی میں ہے۔ ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا قبولیت کا باعث ہے۔

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے متعلق جتنی روایات ہیں، سب کی سب ضعیف و غیر ثابت ہیں، ذیل میں ان کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے، ملاحظہ ہو؛

❀ محمد بن ابی یحییٰ اسلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ بِدَعَوَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ.

''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے، جب وہ نماز سے فارغ ہوا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک نماز میں رہتے، ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔'' (المُعجم الكبير للطّبراني: 13/129)

تبصرہ:

سند ضعیف و منکر ہے۔

① فضیل بن سلیمان جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(طرح التّثريب : 66/2)

② محمد بن ابی یحییٰ اسلمی کی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ممکن نہیں۔ یوں یہ روایت مرسل ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عباد بن عبداللہ بن زبیر تابعی ہو، واللہ اعلم!

لہٰذا ''رایت عبداللہ بن الزبیر'' راوی کی غلطی اور وہم ہوسکتا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلٌ الْقِبْلَةَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے بعد قبلہ رُو ہو کر (دعا کیلئے) ہاتھ اٹھاتے تھے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 1048/3)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔علی بن زید بن جدعان جمہور ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: کون سی دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ فرمایا:

جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ.

''رات کے آخری نصف اور فرض نمازوں کے بعد والی۔''

(سنن التّرمذي: 3499، عمل اليوم واللّيلة للنّسائي: 108)

تبصرہ:

سند انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، عبدالرحمٰن بن سابط کا سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عبدالرحمٰن بن سابط نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔''

(تاریخ یحیٰی بن مَعین بروایة الدّوري: 366)

❀ حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ مَا يَرْوِيهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ، وَإِنَّمَا هُوَ مُنْقَطِعٌ، لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ.

''یاد رہے کہ جو روایات عبدالرحمٰن بن سابط سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ تمام متصل نہیں، منقطع ہیں، کیونکہ عبدالرحمٰن بن سابط نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔''

(نصب الرّاية للزّيلعي: 235/2، بيان الوهم والإيهام: 375/2)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ كَفَّيْهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِلٰهِي وَإِلٰهَ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْحَاقَ، وَيَعْقُوبَ، وَإِلٰهَ جِبْرَائِيلَ، وَمِيكَائِيلَ،

وَإِسْرَافِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، أَسْأَلُكَ أَنْ تَسْتَجِيبَ دَعْوَتِي، فَإِنِّي مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِي فِي دِينِي فَإِنِّي مُبْتَلًى، وَتَنَالَنِي بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّي مُذْنِبٌ، وَتَنْفِيَ عَنِّي الْفَقْرَ فَإِنِّي مُتَمَسْكِنٌ، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَّا يَرُدَّ يَدَيْهِ خَائِبَتَيْنِ .

''جو آدمی ہر نماز کے بعد اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلا کر کہے: اللہ! اے میرے الہ اور ابراہیم، اسحاق، یعقوب، جبریل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام کے الہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا قبول کر لے، میں لاچار ہوں، تو مجھے میرے دین میں عصمت دے، میں آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا ہوں، مجھ پر رحمت فرما، میں گناہ گار ہوں اور تو مجھ سے فقر دور کر دے، میں تنگدست ہوں، اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ خالی نہ لوٹائے۔''

(عمل اليوم واللّيلة لابن السّنّي : 138)

روایت من گھڑت ہے:

① عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن قرشی بالسی ''متروک'' ہے۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِضْرِبْ عَلٰى أَحَادِيْثِهٖ، هِيَ كَذِبٌ، أَوْ قَالَ : مَوْضُوْعَةٌ .

''اس کی احادیث پھینک دیں، وہ جھوٹ ہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 388/5)

❀ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ . ''یہ ثقہ نہیں۔''

(الضّعفاء والمتروكون، ص211)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ الْعَزِيْزِ هٰذَا يَرْوِي عَنْ خُصَيْفٍ أَحَادِيْثَ بَوَاطِيْلَ .

''یہ عبدالعزیز خصیف سے جھوٹی روایات بیان کرتا ہے۔''

(الکامل في ضعفاء الرّجال : 289/5)

② عبدالعزیز نے یہ روایت خصیف جزری سے ذکر کی ہے، جو کہ ''مختلط'' ہے، نیز اس کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع بھی نہیں ہے۔

③ اس کی سند میں اسحاق بن خالد بن یزید بالسی ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِوَايَاتُهٗ تَدُلُّ عَمَّنْ رَوٰى عَنْهُ بِأَنَّهٗ ضَعِيْفٌ .

''اس کی روایات دلالت کرتی ہیں کہ جس سے بھی اس نے روایت لی ہے، بہر حال ضعیف ہے۔''(الکامل في ضعفاء الرّجال :344/1)

❀ سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهُّدٌ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ، ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ، يَقُولُ : تَرْفَعُهُمَا إِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُونِهِمَا وَجْهَكَ، تَقُولُ : يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ .

''نماز دو دو رکعتیں ہے، ہر دو رکعتوں میں تشہد ہے۔ نماز خشیتِ الٰہی، عاجزی وانکساری اور اطمینان کا نام ہے۔ پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کیجئے: اے میرے رب،

اے میرے رب! جس نے ایسا نہ کیا، اس کی نماز ناقص ہے۔“

(مسند عبد اللّٰه بن المبارك : 53، سنن الترمذي : 385)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے، عبداللہ بن نافع بن عمیاء مجہول الحال ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ حَدِيثُهٗ.

”اس کی (یہ) حدیث ثابت نہیں۔“

(التاريخ الكبير : 213/5)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات (۵۳/۷)“ میں ذکر کیا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”مجہول“ کہا ہے۔

(تقريب التهذيب : 3658)

❁ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ لِأَبِي : هٰذَا الْإِسْنَادُ عِنْدَكَ صَحِيحٌ؟ قَالَ : حَسَنٌ، قُلْتُ لِأَبِي : مَنْ ربيعةُ بْنِ الْحَارِثِ؟ قَالَ : هُوَ ربيعةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِب، قُلْتُ : سَمِعَ مِنَ الْفَضْل؟ قَالَ : أَدْرَكَهٗ قُلْتُ : يُحْتَجُّ بِحَدِيثِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ؟ قَالَ : حَسَنٌ، فكَرَّرتُ عَلَيْهِ مِرَارًا، فَلَمْ يَزِدْني عَلٰى قَوْلِهٖ : حَسَنٌ .

”میں نے اپنے والد (ابو حاتم رازی رحمہ اللہ) سے عرض کیا: یہ سند آپ کے

نزدیک صحیح ہے؟ فرمایا: حسن ہے۔ میں نے عرض کیا: یہ ربیعہ بن حارث کون ہے؟ فرمایا: ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب، میں نے پوچھا: کیا اس نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع کیا ہے؟ فرمایا: ان کا زمانہ پایا ہے، میں نے پوچھا: کیا ربیعہ بن حارث کی حدیث سے حجت پکڑی جائے گی، فرمایا: یہ حسن ہے، میں نے کئی بار سوال دہرایا، لیکن آپ نے ''حسن'' کے علاوہ کوئی جواب نہ دیا۔''

(علل الحديث : 271/2)

یہاں امام رحمہ اللہ کی ''حسن'' سے مراد ''ضعیف'' ہے۔ امام ابوحاتم رحمہ اللہ ضعیف کو بھی حسن کہہ دیتے ہیں۔ (تدریب الراوی للسیوطی: ۱/ ۱۶۷، تعریف الحسن)

نیز اس روایت کی سند میں شدید اختلاف واضطراب ہے۔

❀ سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

لَمَّا قَضٰی صَلاتَهٗ جَثَا لِرُكْبَتَيْهِ وَجَثَا النَّاسُ، فَنَصَبَ فِي الدُّعَاءِ وَنَصَبُوا مَعَهٗ .

''آپ رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کی، تو دو زانوں ہو کر بیٹھ گئے، لوگ بھی اسی حالت میں بیٹھ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ دعا کرنے لگے، لوگ بھی دعا میں شامل ہو گئے۔''

(تاريخ الطبري : 307/3)

تبصرہ:

سند سخت ضعیف ہے:

① شعیب بن ابراہیم کوفی کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ أَحَادِيثُ وَأَخْبَارٌ، وَهُوَ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْمَعْرُوفِ وَمِقْدَارُ مَا

يَرْوِي مِنَ الْحَدِيثِ وَالْأَخْبَارِ لَيْسَتْ بِالْكَثِيرَةِ وَفِيهِ بَعْضُ النَّكِرَةِ لِأَنَّ فِي أَخْبَارِهِ وَأَحَادِيثِهِ مَا فِيهِ تَحَامُلٌ عَلَى السَّلَفِ .

''اس نے کچھ احادیث اور اخبار بیان کی ہیں، یہ کوئی معروف راوی نہیں ہے۔ اس کی احادیث اور خبروں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے، ان میں بھی کچھ نکارت پائی جاتی ہے، کیونکہ اس کی اخبار اور احادیث میں سلف پر طعن موجود ہے۔''

(الكامل في الضعفاء : 7/5)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ جِهَالَةٌ . ''یہ مجہول ہے۔''

(المغني في الضعفاء :298/1)

② سیف بن عمر تمیمی متروک ہے۔

③ صعب بن عطیہ مجہول ہے۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

ثُمَّ صَلَّى، ثُمَّ جَثَا لِرُكْبَتَيْهِ .

''آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی پھر (دعا کیلئے) دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔''

(تاريخ الطبري : 99/4)

تبصرہ:

سند سخت ضعیف ہے۔

① شعیب بن ابراہیم کوفی مجہول ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

② سیف بن عمر تمیمی متروک ہے۔

③ سہل بن یوسف انصاری کے متعلق حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ وَلَا أَبُوهُ. ''یہ اور اس کا باپ غیر معروف ہیں۔''

(لسان الميزان لابن حجر : 122/3)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''مجہول الحال'' کہا ہے۔

(لسان الميزان : 122/3)

۞ اس کی دوسری سند (تاریخ الطبری:۹۹/۴) بھی سخت ضعیف ہے۔

① شعیب بن ابراہیم کوفی مجہول ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

② سیف بن عمر تمیمی متروک ہے۔

③ مبشر بن الفضل نامعلوم ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْخٌ لِسَيْفٍ، لَا يُدْرٰى مَنْ هُوَ؟.

''سیف بن عمر کے استاد کا پتہ نہیں، کون ہے؟''

(ميزان الاعتدال : 433/3)

۞ حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَجْهُولٌ بِالنَّقْلِ. ''یہ مجہول ہے۔''

(الضعفاء الكبير : 236/4)

④ جبیر بن صخر کے حالات زندگی نہیں ملے۔

۞ علقمہ بن مرثد اور اسماعیل بن اُمیہ رحمہما اللہ سے منسوب ہے:

''رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیرتے، تو (دعا کے لیے) دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ہاتھوں کو ملا لیتے......۔''

(الزّهد والرقائق لابن المبارك : 1154)

سند معضل (ضعیف) ہے۔ علقمہ بن مرثد اور اسماعیل بن اُمیہ صغار تابعی ہیں، وہ براہ راست نبی کریم ﷺ سے کیسے بیان کر سکتے ہیں؟

تنبیہ:

❀ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

''رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سے وقت میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ فرمایا: رات کے آخری پہر اور فرض نمازوں کے بعد۔''

(سنن التّرمذي : 3499)

سند ضعیف ہے۔ عبد الرحمٰن بن سابط نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا، جیسا کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 459، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن'' (ضعیف) کہا ہے۔

❀ سیدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا، تو ہماری طرف چہرہ کر کے بیٹھ گئے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة :301/1، سنن أبي داود : 614)

ہمارے دور کے بعض اہل علم نے اس روایت کے آخر میں ''ورفع یدیہ ودعا'' کے

الفاظ کا اضافہ ذکر کیا ہے، ہمیں یہ الفاظ نہیں مل سکے، واللہ اعلم!

سوال: پیٹ میں موجود بچے کی طرف سے قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب: جو نفس ابھی دنیا میں نہیں آیا، وہ شرعی احکام کا پابند نہیں ہے، لہٰذا حمل کی طرف سے قربانی کرنا جائز نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

لَمْ يَكُنْ يُضَحِّي عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ.

''آپ رضی اللہ عنہ عورت کے پیٹ میں موجود بچے کی طرف سے قربانی نہیں کرتے تھے۔''

(مؤطأ الإمام مالك: 487/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا تیمّم والے کے پیچھے وضو والے کی نماز درست ہے؟

جواب: درست ہے، تیمّم سے بھی کامل طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال: موزوں یا جرابوں پر مسح کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: موزوں اور جرابوں پر مسح جائز ہے۔ لہٰذا امامت بھی صحیح ہے۔

سوال: مخنث صف میں کہاں کھڑا ہوگا؟

جواب: مخنث اگر مردوں کے مشابہ ہے، تو وہ مردوں کی صفوں میں کھڑا ہوگا اور اگر عورتوں کے مشابہ ہے، تو عورتوں کی صفوں میں کھڑا ہوگا، واللہ اعلم!

سوال: کیا ملازمت کی وجہ سے جماعت ترک کرنا جائز ہے؟

جواب: نوکری کی وجہ سے ہمیشہ جماعت ترک کر دینا جائز نہیں۔ جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے۔

سوال: نماز با جماعت میں عورتوں کا شریک ہونا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔ خواتین کا انتظام ہو اور وہ مسجد میں آنا چاہیں، تو مردوں کے لیے انہیں منع کرنا جائز نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا .

''اگر آپ کی بیوی مسجد میں جانے کی اجازت مانگے، تو اسے منع مت کرو۔''

(صحيح البخاري : 5238، صحيح مسلم : 442)

(سوال): رشوت خور کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): رشوت لینا اور دینا کبیرہ گناہ ہے، اعلانیہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو امام بنانا جائز نہیں۔ لہٰذا رشوت خور کی امامت جائز نہیں، تا آنکہ وہ تائب ہو جائے۔

(سوال): امام سے پہلے سلام پھیرنا کیسا ہے؟

(جواب): کسی رکن میں امام سے آگے بڑھنا جائز نہیں، اس پر وعید آئی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَا يَخْشٰى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ أَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ صُورَتَهٗ صُورَةَ حِمَارٍ؟ .

''جو امام سے پہلے سجدے سے سر اٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا کر دے یا اس کی شکل گدھے کی شکل میں تبدیل کر دے؟''

(صحيح البخاري :691، صحيح مسلم : 427)